

میں مستور مجازی وصال کی نعمت ابدی اور حقیقی وصال کی دولت سے بدل گئی اور بیت اللہ سے پہلے رب البیت تک پہنچ گئے۔ یا ایہا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرصیة فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ حضرت کی زندگی اس قحط الرجال میں ایک مثالی زندگی تھی، علم کے ساتھ تواضع، سادگی، خلوص، استغناء، درد دین اور احیاء سنت کا جذبہ بیکراں اس زندگی کے نمایاں خدوخال ہیں۔ اس دور کے بعد شاید ہی ایسے بے لوث اور سرپا اخلاص و عمل بزرگ مل سکیں گے۔ نصف صدی سے زیادہ عرصہ تک ایک بوسیدہ مسجد کی پھت اور کبھی درختوں کی چھاؤں میں زمین کے فرش پر بیٹھ کر تشنگان حدیث رسولؐ کو علوم نبویہ سے سیراب کرتے رہے۔ تلامذہ کا حلقہ پاک و ہند کے علاوہ افغانستان بلکہ پورے وسط ایشیا تک وسیع ہے تعداد آٹھ دس ہزار کے لگ بھگ تو ضرور ہوگی، پھر یہ ساری خدمت خالص رضائے مولیٰ کی خاطر، نہ عہدہ نہ منصب نہ تنخواہ نہ کوئی وظیفہ اور نہ کوئی ادارہ بلکہ وہ خود اپنی ذات سے ایک انجمن تھے، بڑے بڑے اداروں کے منصب تدریس و تصانیف کی پیشکش بھی اس محبہ توکل کی آبروئے فقر و قناعت پر اثر انداز نہ ہو سکی، پوری زندگی قرون اولیٰ کے محدثین کا نمونہ تھی۔ اور جس طرح ہندوستان کی سرزمین میں شاہ ولی اللہ مرحوم نے حدیث نبویؐ کی قندیل روشن کی اسی طرح شمال مغربی سرحدی علاقے اور وسط ایشیا کے بلاد میں جو علمی نوالے ان خطاط کا شکار ہو چکے تھے حدیث کا غلغلہ حضرت مرحوم کی ذات سے ہوا۔ پھر صرف مسند تدریس کی رونق قائم نہیں رکھی، بلکہ میدان تصنیف میں ایک ممتاز شارح اور مصنف حدیث ہونے کا ثبوت مشکوٰۃ شریف کی فاضلانہ شرح کی شکل میں دیا۔ ارشاد و تزکیہ باطن میں ایک نامور شیخ کا مقام پایا، اس کے ساتھ ساتھ دین حق پر جب بھی کوئی نازک وقت آیا اور دین کی متاع مقدس پر زلیخ و الحاد نے دست اندازی کرنا چاہی یا دینی اقدار میں رخنہ ڈالنا چاہا تو حمایت دینی سے سرشار بڑھاپے اور بیماری کے احساس سے بے نیاز شیخ اعلاء حق کیلئے میدان میں کود پڑے، تحریک ختم نبوت کی تاریخ اس عمر رسیدہ محدث کی قربانی اور جذبہ جہاد کو فراموش نہ کر سکے گی۔ دلی اللہی خانوادہ اور قاسمی و محمودی قافلہ، علم و عمل اور دعوت و عزیمت کے اس فرزندِ جلیل پر بجا طور پر نازاں رہے گی۔ چودھویں صدی ختم ہو رہی ہے، اکابر و اسلاف کا سلسلہ الذہب (سنہری زنجیر) ٹوٹ رہا ہے۔ وہ ایک کڑیاں رہ گئی تھیں وہ بھی بکھرنے لگیں۔ مگر فتنوں کا زور بڑھ رہا ہے۔ آثار قیامت نمایاں ہیں اگر آنے والی نسلوں کا رشتہ اپنے

ذریں ماضی سے بالکل کٹ گیا، اور بیچ کی کوئی کڑی بھی باقی نہ رہی تو یہ یقیناً قیامت کے آثار میں نمایاں اور واضح نشانی ہوگی یہ بزرگ آئے اور زندگی کے روشن مینار فتنوں کے اندھیروں میں جلا کر چلے گئے، اب ان ہی خطوط پر چلنا ہے۔ ہم ایک ایسے دور میں داخل ہونے والے ہیں جس میں زہد، اخلاص، علم و عمل، توکل و قناعت، اتباع سنت اور دین کی دردمندی کی ایسی بے لوث اور جامع مثالیں عنقا ہوں گی، علم و عمل جیسی روحانی چیزوں کو مادیت کے حقیر ترازو سے تو لا جائے گا، اگر دین کے حاملین اور علم نبوت کے نام لیواؤں نے اپنے ان اسلاف کی زندگی سے سبق نہ سیکھا تو خود غرضی، لالچ، خوف اور طمع حب جاہ و مال میں ڈوبی ہوئی "عالمانہ زندگی" سے بھٹکنے والوں کی رہنمائی نہ ہو سکے گی یہ علم کا زوال ہوگا جسے قیام قیامت کا پیش خیمہ کہا گیا ہے۔ — وہ دیکھئے ملا اعلیٰ میں امام ابو حنیفہؒ اور احمد بن حنبلؒ کی محفل اور شیخ احمد سہندیؒ، ولی اللہ دہلویؒ، محمد قاسم نانوتویؒ، شیخ الہند محمود الحسنؒ اور حسین احمد مدنیؒ، احمد علی لاہوریؒ کے جلو میں نصیر الدین غزنویؒ بھی پہنچ گئے ہیں، اور سب مل کر ہمیں دعوت عمل دے رہے ہیں کہ دراشت نبوت کے دعویدارو اور تاجدار ختم نبوت کے نام لیواؤ اگر تم ہماری جیسی ابدی زندگی اور درجات قرب خداوندی چاہتے ہو تو اپنی زندگی کی ہر متاع کو حفاظت دین پر شمار کر دو، اپنی ہر حرکت و عمل اور ہر بات میں رحمۃ للعالمین کی زندگی کا ختم نمونہ بن جاؤ کہ وقت نازک سے نازک تر ہوتا جا رہا ہے، اور ذمہ داری تمہاری سخت سے سخت تر ہوتی جا رہی ہے۔ — ان قدوسیوں کا پیغام بس یہی ہے کہ تمہارا جینا اور مرنا صرف اور صرف اسلام کیلئے ہونا چاہئے، تم اگر سوچو تو اسی معیار پر، بولو تو اسی پیام نے اور کرو تو وہی جو ہم نے کر دکھایا۔ یہی فوز و فلاح ہے، یہی سرفروزی اور یہی تمہارے منصب کا تقاضا۔ — کاش! شیخ الحدیث غزنویؒ کے تازہ دایع مفارقت سے ہمارے زخم ہرے ہو جائیں۔ — جذبات تحفظ دین اور مدافعت اسلام کے احساسات تیز تر ہوں تو جانے والے کی بارگاہ میں یہی ہمارا بہترین خراج تحسین ہوگا۔ اللہ اعظم اجرہ ولا تحرمنا بعدہ وارزقہ الجنة



اوائل جنوری میں ہفتہ عشرہ کیلئے ڈھالہ جانا ہوا، سیاسی پارٹیوں کے ساتھ بنیادی حقوق کے حصول اور احیاء جمہوریت کے سلسلہ میں جمعیۃ العلماء اسلام کا فیصلہ قوم کے سامنے آچکا

ہے جو کافر نس میں اکابر جمعیت کے بہترین تدبیر، اور کئی دن کے غور و خوض کا نتیجہ ہے۔ یہ اشتراک صرف منفی پہلو پر تھا مگر الحمد للہ کہ پھر بھی تمام اکابر جمعیت بالخصوص جمعیت کے مدبر اور باشعور قائد مولانا مفتی محمود صاحب نے ڈھاکہ کی عمومی اور خصوصی میٹنگوں میں نہایت دد ٹوک اور واضح انداز میں بار بار تمام پارٹیوں کو یہ چیز ذہن نشین کرائی کہ جمعیت العلماء کا مقصد و مطلوب اول و آخر اسلام ہے جو دنیا و آخرت اور معاش و معاد سب کا جامع ترین نظام ہدایت ہے، اور یہ کہ جمعیت کا اصل نشانہ کفر و الحاد اور لادینی ہے۔ اصل تصادم نظریات سے ہے اور اشخاص سے توافقی یا تقابلی تو حصول مقصد کا ایک ذریعہ ہے آج اگر حزب اقتدار دینی اقتدار کی بحالی میں سنگ گراں بنی ہے اور جمعیت کا فرض منصبی ہے کہ اُسے راہ سے ہٹا دے تو کل یہی جدوجہد اور جوش عمل، تنظیم اور قوت حزب اختلاف کے ان عناصر کی سرکوبی میں بھی پیش پیش ہوگا، جو مسند اقتدار پر پہنچ کر اسلام کے نام پر حاصل کی گئی مملکت سے غداری کر کے اسلام اور اسلامی اقدار سے گریز کرنا چاہیں گے۔ جن لوگوں کی نظریں موجودہ دور کی لادینی مغربیت پر ہیں یا وہ عصر حاضر کے غیر فطری معاشی ازموں کو اپنا کعبہ مقصود بنا چکے ہیں، انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ جمعیت العلماء اسلام بلکہ علماء حق کا ہر فرد زندگی کی آخری رتق تک ان کے خوب کو ہرگز شرمندہ تعبیر نہ ہونے دیگا، اگر جمعیت نے بعض ایسی پارٹیوں کے لادینی عزائم کو بھانپ کر بھی موجودہ حالات میں اشتراک کر لیا ہے تو یہ صرف اس لئے کہ اسلام کے نام پر لٹے پٹے مسلمانان پاکستان کو اپنی ”بیلائے مقصود“ سے دصال کا موقع مل سکے جو صرف اور صرف اسلام ہے۔ اور یہ فیصلہ عوام کی عدالت میں تبھی ہو سکتا ہے کہ انہیں فیصلہ کرنے کا حق اور موقع مل جائے، ہمیں یقین ہے کہ عوام کا یہ فیصلہ نہ تو کیپٹل ازم کے بارہ میں ہوگا، اور نہ سوشلزم یا کمیونزم کے حق میں بلکہ صرف خالص دین فطرت اسلام کے بارہ میں ہوگا۔



ڈھاکہ میں جمعیت العلماء مشرقی پاکستان نے ایک کھلے اجلاس کی شکل میں اپنی وسعت ہمہ گیری اور قوت کا مظاہرہ بھی کیا جو وہاں کے علماء حق کو حالات کی نزاکت اور تنظیم کی ضرورت محسوس ہو جانے کے لحاظ سے لائق صد تحسین ہے، اس ناچیز کا تاثر ملک کے اُس حصہ کے بارہ میں یہی ہے کہ دین سے محبت اور واہانہ تعلق کے لحاظ سے وہاں کے باشندے بہت

آگے ہیں، آئے دن اس کی مثالیں سننے اور دیکھنے میں آتی رہتی ہیں۔ اس کا ایک ادنیٰ نمونہ ڈھاکہ کے قریب ٹونگی میں ہونے والے تبلیغی جماعت کے اجتماع کی شکل میں بھی میرے سامنے آیا کہ ۵، ۶ لاکھ مسلمانوں کا مجمع ایک دیرانے میں گھر بار چھوڑ کر جمع ہے اور ان کا اوڑھنا بچھونا صرف اور صرف دین کی دل سوزی اور فکر مندی ہے، یہ ایک مثالی اجتماع تھا، اس کے مقابلہ میں لادینی عناصر کی قوت بہت کم ہے، مگر پھر بھی سیاست کی ترجمانی کرنے والے کئی یا ہرزوی طور پر دین سے بہت دور ہیں اور میدان خالی ہونے کی وجہ سے سیاست پر لادینی عناصر کا غلبہ ہے اور خدا اور تصور آخرت سے باغی کرنے والے نثر پھر کو فروغ کا موقع بھی مل رہا ہے۔ پس اس مہلک مرض کا اگر کوئی علاج ہے تو یہی کہ وہاں کے علماء حق زیادہ سے زیادہ بوش عمل، اخلاص، تنظیم اور قوت ایمانی سے میدان میں کود پڑیں، سادہ دل اور مخلص عوام کو دین کی اخلاقی اور معاشی قدروں سے روشناس کرائیں اور دین کی جامعیت اور اعتدال کے مقابلہ میں موجودہ خالص مادی نظاموں کی بے اعتدالی اور بے مانگی ثابت کر دیں، انہیں زندگی کی صحیح کامیابی کا راستہ دکھائیں اس کے لئے مستحکم تنظیم، سیاسی تدبیر کے ساتھ ساتھ عصر حاضر کے لادینی نظاموں سے پوری واقفیت اور گہری نظر بھی ضروری ہے۔ اگر علماء حق نے اس پنج پر کام کو تیز کر دیا تو سیاسی قیادت خود بخود دیندار طبقہ کے ہاتھ آجائے گی اور اس کا رخ بے دینی کی طرف نہیں موڑا جاسکے گا۔ وہاں کی سر زمین علماء حق کے لحاظ سے بہت زرخیز ہے، پھر جس مٹی کی سیرابی بطل اسلام مولانا حسین احمد مدنی جیسے سراپا دعوت و عزیمت بزرگوں کے ہاتھوں سے ہوئی ہو اگر وہاں بھی علماء مجاہد اور تھقل کا شکار ہوئے اور قیادت لادینی نظریات کے علمبردار سیاستدانوں کے ہاتھ میں گئی تو یہ نہ صرف ان علماء کے حق میں بلکہ وہاں کے لئے دینی سیاسی معاشی اور اخلاقی و ملکی لحاظ سے بھی بدترین المیہ ثابت ہوگا۔

واللہ یقول الحق دھویسیدی السبیل

مکتبہ المدینہ

۳۰ ذی قعدہ ۱۳۸۸ھ

دعوات حق (ذیر طبع) حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ کے خطبات، جمعہ اور دیگر اہم تقاریر کا مجموعہ (حصہ اول) شاندار ترتیب، دلائل و کتابت، آفسٹ طباعت میں شائع ہو رہا ہے، تفصیلات کیلئے رابطہ قائم کریں۔

ناشر: احمد عبدالرحمان صدیقی، مکتبہ حکمت اسلامیہ نوشہرہ صدر ضلع پشاور